محدث فتوی
مجلس التحقیق الاسلامی لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عیدالفطر کے احکام ومسائل پر قدرے تفصیل سے روشنی مطلوب ہے۔ امید ہے کہ آپ کتاب وسنت کے مطابق رہنمائی فرمائیں گے۔ (سائل: آپ کی شقیقہ، امیت اللہ بنت مولانا محمد حسین بلوچ چک ۵۳۱ گ ب ضلع فیصل آباد)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عید کی رات:

اس رات میں عبادت کرنے کے متعلق متعدد احادیث مروی ہیں، ایک دو پیش خدمت ہیں:

(عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلَّهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ۔ (ابن ماجہ: ص۱۲۸ باب فیمن قام لیلتی العیدین الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۶۵۲

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص ثواب کی نیت سے عیدین راتوں کو زندہ رکھے گا، یعنی عبادت میں لگا رہے گا تو حشر کے روز اس کا دل زندہ رہے گا۔''

(۔ عیدین کی رات بکثرت عبادت کرنے والے قیامت کے روز عذاب سے مامون وسلامت رہیں گے۔ (طبرانی ۲

(بہرحال اس سلسلہ میں مرفوع حدیثیں بھی آئی ہیں جو ضعیف ہیں۔ (دیکھئے مجمع الزوائد: ص۱۹۹۔ تلخیص الجبیر: ص ۸۰ ج ۲

غسل:

عید کے دن غسل مستحب ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین عیدین کے دن غسل کیا کرتے تھے۔ زادالمعاد میں ہے: وکان یغتسل لعیدین وصح الحدیث فیہ۔

(ولکن ثبت عن ابن عمر مع شدۃ اتباعہ لسنتہ انہ کان یغتسل یوم العید۔ (زادالمعاد: ج ۱ ص ۴۴۲

''نماز سے رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز قبل غسل کیا کرتے تھے اس بارے میں صحیح حدیث بھی مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتباع سنت میں بڑے سخت تھے وہ بھی عید کی دن غسل کیا کرتے تھے۔''

نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا

آنحضرت ﷺ سے عید کے لئے نئے کپڑے رکھنے ثابت ہیں:

(جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ بُرْدَ حِبَرَةٍ فِي كُلِّ عِيدٍ۔ (رواہ الشافعی، نیل الاوطار: ص ۳۲۲ ج ۳

''رسول اللہ ﷺ ہر عید کے موقع پر اچھی قسم کا یمنی لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔''

خوشبو:

عید کے دن خوشبو لگانے کے استحباب میں بہت سی روایات مروی ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے:

(عَنْ حَسَنٍ أَنَّهُ أَمَرَنَا رَسُولُ اللہِ ﷺ أَنْ نَتَطَيَّبَ بِأَوْجَدِ مَا نَجِدُ فِي الْعِيدَيْنِ۔ (تلخیص الجبیر: کتاب صلوۃ العیدین ج ۲ ص ۸۱

''آنحضرت ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم عیدین میں عمدہ ترین خوشبو لگایا کریں۔''

کچھ کھا کر عیدالفطر پڑھنی چاہیے:

اس بارے میں متعدد احادیث مروی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے:

(عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا۔ (رواہ احمد و بخاری ج ۱ ص ۱۳۰

''حضرت نبی اکرم ﷺ عیدالفطر کے دن چند کھجوریں تناول فرما کر نماز ادا کرنے کے لئے عید گاہ تشریف لے جاتے۔''

معلوم ہوا کہ عیدالفطر کی نماز سے پہلے میٹھی چیز کھانا سنت ہے، اگر کھجوریں کھائی جائیں تو وتر کھائی جائیں۔

پا پیادہ جانا چاہیے:

نماز عید کی ادائیگی کے لیے پیدل جانا بہتر ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار مروی ہیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

(قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى العِيدِ مَاشِيًا۔ وقال الترمذی حدیث حسن۔ (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، نیل الاوطار ج ۳ ص ۴۲۴

''عید پڑھنے کے لئے پیدل جانا سنت ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق لکھا ہے:

(كَانَ يَخْرُجُ إِلَى العِيدِ مَاشِيًا، وَيَعُودُ مَاشِيًا» (سبل السلام: ج ۳ ص ۷۰

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید کے لئے پیدل آیا جایا کرتے تھے۔''

نیل الاوطار میں ہے:

(وَقَدْ ذَهَبَ أَكْثَرُ العُلَمَاءِ إِلَى أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَأْتِيَ إِلَى صَلَاةِ مَاشِيًا۔ (نیل الاوطار: ص ۳۲۶ ج ۳

''اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز عید کے لئے پیدل جانا مستحب ہے۔''

عورتیں نماز عید میں ضرور جائیں:

عورتیں نماز عید میں ضرور شرکت کریں بلکہ حائضہ عورتیں بھی ضرور جائیں اور مومنین کی دعا میں شرکت کریں۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے:

(عَنْ أُمِّ عطية قَالَت أَمَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ نُخْرِجَ العَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الخُدُورِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ حفصه وَيَعْتَزِلْنَ الحُيَّضُ المُصَلَّى۔ (بخاری: ص ۴۵ ج ۱ باب شهود الحائض العيدين

''حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ ہم نوجوان پردہ داروں حتی کہ حیض والی عورتوں کو بھی لے کر عید گاہ چلیں تاکہ وہ برکت کے مقام پر حاضر ہوں اور مومنوں کی دعا شرکت کریں، البتہ حائضہ عورتیں نماز عید میں شرکت نہ کریں۔''

وضاحت:

حنفیہ کے ہاں عورتوں کو عید گاہ میں جانے کی اجازت نہیں ہے، لیکن ان کا یہ فتویٰ صحیح احادیث کے خلاف ہے، تاہم محققین حنفیہ نے بھی اب اجازت دے دی ہے، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

(اسْتُحِبَّ خُرُوجُ الجَمِيعِ حَتَّى الصِّبيان والنساء۔ (حجۃ اللہ البالغۃ: ج ۲ ص ۲۷

''عید چونکہ اسلام کا شعار ہے لہٰذا) مردوں کے علاوہ سب بچوں اور عورتوں کا بھی عید گاہ جانا مستحب ہے۔)''

حضرت انور شاہ کاشمیری فرماتے ہیں:

(أصل مذهبنا جواز خروج النساء إلى العيدين۔ (العرف الشذی: ص ۲۴۲

''ہمارا اصل مذہب تو یہی ہے کہ عورتیں عید گاہ میں جا سکتی ہیں۔''

عورتوں کو عید کی نماز میں سنگھار وغیرہ کرن کے جانے سے ثواب کے بجائے الٹا گناہ لازم آتا ہے، تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضروری ہے کہ عورتیں عید گاہ میں حاضر ہوں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

(أنهما قال حق على كل ذات نطاق الخروج إلى العيدين۔ (فتح الباري : پ۴ص ۵۳۰

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

(وَالحَدِيثُ وَمَا فِي مَعْنَاهُ مِنَ الأَحَادِيثِ قَاضِيَةٌ بِمَشْرُوعِيَّةِ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي العِيدَيْنِ إِلَى المُصَلَّى مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ البِكْرِ وَالثَّيِّبِ وَالشَّابَّةِ وَالعَجُوزِ وَالحَائِضِ وَغَيْرِهَا مَا لَمْ تَكُنْ مُعْتَدَّةً أَوْ كَانَ خُرُوجُهَا فِتْنَةً أَوْ كَانَ لَهَا عُذْرٌ۔ (نیل الاوطار : ص۳۲۷ ج ۳

ام عطیہ والی حدیث اور دوسری ہم معنی حدیثوں سے عورتوں کا عیدگاہ میں جانا شرعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ کنواری، بیوہ، جوان، بوڑھی اور حائضہ میں فرق کئے بغیر، مگر یہ کہ وہ عدت گزار رہی ہو یا اس کا نکلنا فتنہ کا باعث '' ہو اور یا پھر وہ معذور ہو۔''

امام محمد بن اسماعیل الیمانی فرماتے ہیں :

وَالحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى وُجُوبِ إِخْرَاجِهِنَّ، وَفِيهِ أَقْوَالٌ ثَلَاثَةٌ (: الأَوَّلُ) : أَنَّهُ وَاجِبٌ، وَبِهِ قَالَ الخُلَفَاءُ الثَّلَاثَةُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَيُؤَيِّدُ الوُجُوبَ مَا أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَالبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ «أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يُخْرِجُ نِسَاءَهُ وَبَنَاتِهِ فِي العِيدَيْنِ۔ (سبل السلام : ص ۶۵ ج ۲)

'' عورتوں کو عیدگاہ لے جانے پر حدیث وال ہے۔ اس میں تین قول ہیں : (ا) عورتوں کا نماز عید میں شریک ہونا واجب ہے، یہ قول تین کلفائے راشدین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، عورتوں کو عیدگاہ لے جانے کے وجوب پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ امہات المومنین اور اپنی بیٹیوں کو عیدگاہ میں لے جانا کرتے تھے۔'' اور آپ کا یہ عمل ساری زندگی جاری رہا۔

صدقۃ الفطر کے مختصر احکام :

(زکوٰۃ الفطر طُهْرَةٌ لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ والرفث طعمة للمساکین۔ (ابوداود، ابن ماجہ وغیرہ ص ۱۳۲

'' صدقۃ الفطر روزے دار کے روزہ کو لغو اور بے ہودہ باتوں کے نقصان سے بچانے اور عید کی خوشیوں میں مساکین کو شامل کرنے کا نام ہے۔ ''

صدقۃ الفطر ہر ایک پر واجب ہے :

(عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ : «فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى العَبْدِ وَالحُرِّ، وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى، وَالصَّغِيرِ وَالكَبِيرِ مِنَ المُسْلِمِينَ۔ (بخاری : ج ا ص ۲۱۴

'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صدقہ فطر فرض قرار دیا ہے غلام، آزاد مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے مسلمان پر۔

حنفیہ اور بعض دوسرے حلقون کے نزدیک صدقہ فطر کے لئے صاحب زکوٰۃ ہونا ضروری ہے، مگر ان کا یہ کیال درست نہیں۔

چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

(ولا یعتبر وفی زکوۃ الفطر ملک نصاب بل تحب علی من ملک صاعا فاضلا عن قوت یوم العید ولیلۃ وھو قول الجمھور۔ (اختیارات ابن تیمیة

'' صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے صاحب نصاب ہونا کوئی ضروری نہیں، بلکہ صدقہ فطر ہر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس عید کے دن اور رات کی جرورت سے فاضل ایک صاع غلہ ہو۔ ''

چنانچہ حدیث سابق (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کی شرح میں ہے :

(وَفِيهِ دَلِيلٌ لِلشَّافِعِيِّ وَالجُمْهُورِ فِي أَنَّهَا تَجِبُ عَلَى مَنْ مَلَكَ فَاضِلًا عَنْ قُوتِهِ وَقُوتِ عِيَالِهِ يَوْمَ العِيدِ۔ (نووی شرح مسلم : ص ۲۱۷ ج ا

۔ صدقہ فطر ایک صاع فی کس دینا ضروری ہے، کوئی جنس بھی ہو، گیہوں کے نصف صاع ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں اور ابو سعید کدری رضی اللہ عنہ کی نص صریح کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قیاس کی ۴ کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر کسی نے صحیح حدیث کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قیاس پر عمل کرنا ہی ہو تو پھر وہ اچھی قسم کی کشمش یا کھجوروں کا نصف صاع دے۔ کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شامی گندم عربوں کو ایسی ہی مہنگی پڑتی تھی جیسے آج کل ہمارے ہاں کھجور اور کشمش مہنگی پڑتی ہے۔ بہر حال ہمارا فتویٰ صحیح حدیث پر ہے کہ فی کس پورا صاع ادا کیا جائے، احتیاط بھی اسی میں ہے۔

۔ ہر چند کے صاع کے وزن میں خاصا اختلاف ہے، تاہم حضرت شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب رحمہ اللہ کا سند کے مطابق صاع کا وزن تقریباً ۲ سیر گیارہ چھٹانک بنتا ہے۔ (اعشاری نظام کے مطابق صاع کا وزن ٹھیک ۵ (اڑھائی ا ۲-۲ کلو ہے۔ عفیف غفر لہ ولوالدیہ

صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا چاہیے :

عید الفطر کی نماز سے پہلے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا جروری ہے، ورنہ بعد از نماز عید صدقہ فطر ادا نہیں ہوگا بلکہ وہ عام صدقہ ہوگا۔

۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : «فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ۔ (ابن ماجۃ: ص ۱۳۶ (باب صدقۃ الفطر

(۔ عن ابن عمر أن رسول اللہ ﷺ کان یأمر بإخراج الزکوۃ قبل الخروج للصلوۃ یوم الفطر ۔ (تحفۃ الأحوذی : ص ۲۹ ج ۲

"آنحضرت ﷺ نماز عید کو جانے سے پہلے صدقہ ادا کرنے کا حکم دیا کرتے تھے ورنہ بعد میں یہ عام صدقہ ہوگا ۔"

عید کھلے میدان میں :

(عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ : «أَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ» (ابن ماجہ: ص ۹۴، عون المعبود : ص ۴۵۱ ج ۱

"عید کے دن بارش آگئی تو آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھائی ۔"

زادالمعاد میں ہے :

(وهديه فعلهما في المصلي دائما ولم يُصَلِّ الْعِيدَ بِمَسْجِدِهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَصَلَّى بِهِمُ الْعِيدَ فِي الْمَسْجِدِ ۔ (زادالمعاد : ص ۱۲۱ ج ۱

"(آنحضرت ﷺ نے نماز عیدین ہمیشہ کھلے میدان میں ادا فرمائی، صرف ایک دفعہ بارش کی وجہ سے مسجد میں پڑھی تھی (بخاری شریف میں اس مضمون کی متعدد روایات موجود ہیں ۔ ملاحظہ ہو بخاری شریف، ص : ۱۳۱"

عید کی نماز کا وقت :

: عیدالاضحیٰ کی نماز کا وقت اگرچہ بہ نسبت عیدالفطر کے پہلے ہوجاتا ہے، تاہم سورج کے نکلنے کے تھوڑی دیر بعد عیدالفطر کی نماز کا وقت بھی ہوجاتا ہے ۔ ابوداؤد میں ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ، أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الْإِمَامِ فَقَالَ : «إِنْ كُنَّا لَقَدْ فَرَغْنَا فِي سَاعَتِنَا هَذِهِ» ۔ (عون المعبود : ص ۴۴۱ ج ۱، ابن ماجہ، سکت عنہ ابو داؤد والمنذری ورجال اسنادہ عن ابی داؤد ثقات، نیل الاوطار : ص ۳۲۲ ج ۳)

"پیش امام نے نماز عیدالفطر یا نماز عیدالاضحیٰ میں کر دی تو حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے اس تاخیر پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ہم چاشت کے وقت نماز عید سے فارغ ہوجایا کرتے تھے ۔"

(عن جندب رضی اللہ عنہ قال : «كَانَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُصَلِّي بِنَا يَوْمَ الْفِطْرِ، وَالشَّمْسُ عَلَى قِيدِ رُمْحَيْنِ وَالْأَضْحَى عَلَى قِيدِ رُمْحٍ ۔ (تلخیص الحبیر : ص ۱۴۴ ج ۱

"حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیں عیدالفطر اس وقت پڑھایا کرتے تھے جب سورج دو نیزے پر ہوتا تھا اور نماز عیدالاضحیٰ اس وقت پڑھایا کرتے تھے جب سورج ایک نیزے پر ہوتا تھا ۔"

عیدین کے لئے اذان اور تکبیر نہیں :

: عیدین کی نمازوں کے لئے اذان کہنی جائز نہیں ہے، چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

(صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ، غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ، بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ۔ (مسلم، ابوداود، ترمذی و نیل الاوطار : ص ۳۳۵ ج ۳

"(میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ متعدد دفعہ عید کی نمازیں بغیر تکبیر اور اذان کے پڑھی ہیں ۔" (بخاری شریف ص ۱۳۱ ج ۱ بھی ملاحظہ فرمائیے

عیدگاہ میں منبر نہیں چاہیے :

عیدگاہ میں منبر لے جانا خلاف سنت ہے، تاہم مروان بن حکم نے سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر عیدگاہ میں منبر کو استعمال کیا تھا جس پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سخت تنقید فرمائی تھی ۔ بخاری شریف (ص ۱۳۱ ج ۱) میں ہے :

فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ - وَهُوَ أَمِيرُ المَدِينَةِ - فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا المُصَلَّى إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ

: ابوداؤد میں ہے

(عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ : أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا مَرْوَانُ، خَالَفْتَ السُّنَّةَ، أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ ، ۔ (عون المعبود : ص ۴۴۳ ج ۱

صاحب عون المعبود کے مطابق ایک اور شخص نے روکا ہوگا جس کا نام عمارہ بن رویبہ ہے ۔ (عون المعبود ج ۱، ص ۴۴۱) مطلب یہ ہے کہ پہلے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور بعد میں اس شخص (عمارہ) نے مروان کو منع کیا ہوگا ۔

عید سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں :

حدیث شریف کے مطابق عید سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں ہے، تاہم گھر واپس آکر نفلی نماز پڑھی جا سکتی ہے ۔

(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : «اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمَ الْفِطْرِ، وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَمْ یَصَلِّ قَبْلَہَا وَلَا بَعْدَہَا۔ (تحفۃ الاحوذی : ص۳۷۸ ج ۱

''جناب نبی کریم ﷺ عیدک الفطر کے دن عیدگاہ تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی، عید کی دو رکعتوں سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔''

طریقہ :

اس نماز کی دو رکعتیں ہیں۔ دونوں رکعتوں میں باقی نمازوں کے برعکس کچھ تکبیریں زائد کہی جاتی ہیں۔ بدیں وجہ ان کو تکبیرات زوائد کہا جاتا ہے۔ ان ی گنتی اور ان کے مقام میں سخت اختلاف ہے۔ بقول امام المحقق شوکانی رحمہ اللہ ان تکبیروں کی تعداد اور مقام کے متعلق علمائے سلف کے دس اقوال ہیں۔ (شوکانی ص ۳۳۹ ج ۳) ہم ان میں سے صحیح تر اقوال لکھنے پر اکتفا کریں گے۔

صحیح مسلک یہ ہے کہ انتقال کی تکبیروں کے علاوہ کل بارہ تکبیریں کہنی چاہییں، سات پہلی رکعت میں قرآت سے پہلے اور پانچ دوسری رکعت میں قرآت سے پہلے۔ ازروئے دلائل ہمارے نزدیک یہی مسلک راجح ہے، دلائل یہ ہیں؛

(عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیہِ، عَنْ جَدِّہِ، «اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَبَّرَ فِی عِیدٍ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ تَکْبِیرَۃً، سَبْعًا فِی الْاُولٰی، وَخَمْسًا فِی الْآخِرَۃِ۔ (نیل الاوطار : ص۳۳۸ ج ۳ باب عدد تکبیرات

زائد تکبیروں میں آنحضرت ﷺ کا عمل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں۔

وفی روایۃ قال : قَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : «التَّکْبِیرُ فِی الْفِطْرِ سَبْعٌ فِی الْاُولٰی، وَخَمْسٌ فِی الْآخِرَۃِ، وَالْقِرَاءَۃُ بَعْدَہُمَا کِلْتَیْہِمَا۔ (رواہ احمد و ابن ماجہ۔ نیل الاوطار : س ۳۳۸ ج ۳، قال الحافظ فی التلخیص صححہ احمد و علی بن المدنی والبخاری وقال العراقی إسنادہ صالح، عون المعبود : ص ۴۴۶ ج ۱)

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا : عید الفطر میں بارہ تکبیریں ہیں۔ سات پہلی رکعت میں اراء سے پہلے اور پانچ دوسری میں قرآت سے پہلے۔''

:۔ سنن دار قطنی میں انہی عداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے [۳]

اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ «کَبَّرَ فِی الْعِیدَیْنِ الْاَضْحٰی وَالْفِطْرِ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ تَکْبِیرَۃً فِی الْاُولٰی سَبْعًا وَفِی الْاَخِیرَۃِ خَمْسًا سِوٰی تَکْبِیرَۃِ الْاِحْرَامِ۔

قال شمس الحق فی المغنی حدیث عبداللہ بن عبدالرحمٰن الطائفی عن عمرو بن شعیب عن اَبیہ عن جدہ۔ (اخرجہ ابوداؤد و ابن ماجہ قال الترمذی فی علله الکبیر قال البخاری حدیث الطائفی ایضا صحیح والطائفی مقارب الحدیث، دار قطنی معنی ج ۲ ص ۴۸ زاد المعاد ج ۱ ص ۴۴۴)

:۔ مؤطا امام مالک اور مؤطا امام محمد میں ہے [۴]

(عن نافع اَنَّہٗ قَالَ : شَہِدْتُ الْاَضْحٰی وَالْفِطْرَ مَعَ اَبِی ہُرَیْرَۃَ فَکَبَّرَ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُولٰی سَبْعَ تَکْبِیرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَۃِ وَفِی الْآخِرَۃِ خَمْسَ تَکْبِیرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَۃِ۔ (موطا امام مالک ص ۱۶۶

(نافع کہتے ہیں کہ میں نے دونوں عیدیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھیں، انہوں نے پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں اور دونوں میں قرآت سے پہلے۔'' (یہ اثر حکماً مرفوع ہے''

(ھٰذَا لَا یَکُونُ رَاْیًا اِلَّا تَوْقِیفًا یجب التَّسْلِیمُ۔ (تعلیق المجد ص ۱۴۱ کشف الغطا حاشیہ ۵ ص ۱۶۶

''یہ اجتہادی بات نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت ﷺ کا حکم ضرور ہوگا۔ لہٰذا یہ واجب التسلیم ہے۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

قَالَ الْعِرَاقِیُّ وَہُوَ قَوْلُ اَکْثَرِ اَہْلِ الْعِلْمِ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِینَ وَالْاَئِمَّۃِ قَالَ وَہُوَ مَرْوِیٌّ عَنْ عُمَرَ وَعَلِیٍّ وَاَبِی ہُرَیْرَۃَ وَاَبِی سَعِیدٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عمرو بن عَبَّاسٍ وَاَبِی اَیُّوبَ وَزَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَائِشَۃَ وَہُوَ قَوْلُ الْفُقَہَاءِ السَّبْعَۃِ مِنْ اَہْلِ الْمَدِینَۃِ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیزِ وَالزُّہْرِیِّ وَمَکْحُولٍ وَبِہٖ یَقُولُ مَالِکٌ وَالْاَوْزَاعِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ، قَالَ الشَّافِعِیُّ وَالْاَوْزَاعِیُّ وَاِسْحَاقُ اِنَّ السَّبْعَ فِی الْاُولٰی بَعْدَ تَکْبِیرَۃِ الْاِحْرَامِ۔ (نیل الاوطار : ص ۳۳۹ ج ۳

امام عراقی بارہ تکبیروں کے متعلق کہتے ہیں کہ صحابہ، تابعین اور ائمہ دین سے اکثر کا مذہب یہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی، حضرت ابوہریرہ، اابوسعید، جابر بنعبداللہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بنعباس، ابوایوب، زید بن ثابت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے۔ فقہائے سبعہ، یعنی سعید بن مبتب عروی بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمان، کارجہ بن زید، سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار کا یہی مذہب ہے (یہ سب اہل مدینہ ہیں) اور یہی مذہب ہے عمر بن عبدالعزیز زہری کا، اور اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہ اللہ سب اسی کے قائل ہیں''
امام محمد حضرت نافع والی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

(قَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِی التَّکْبِیرِ فِی الْعِیدَیْنِ، فَمَا اَخَذْتَ بِہٖ فَہُوَ حَسَنٌ وَاَفْضَلُ ذٰلِکَ عِنْدَنَا مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ۔ (مؤطا امام محمد : ص ۱۴۱

''لوگوں کا عیدین کی تکبیروں میں اختلاف ہے جس پر تو عمل کرے اچھا ہے، لیکن ہمارے نزدیک نو تکبیروں والی روایت جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، افضل ہے۔''

تکبیروں میں رفع یدین :

:کسی مرفوع اور صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ سے زوائد تکبیروں میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ عون المعبود میں ہے

(وَأَمَّا رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي تَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ فَلَمْ يَثْبُتْ فِي حَدِيثٍ صَحِيحٍ مَرْفُوعٍ۔ (عون المعبود، ج ۱ ص ۴۴۸

(تاہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما متبع سنت ہونے کے باوصف زوائد تکبیروں میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (زادالمعاد ص ۱۲۱ ج ۱

:خطبہ نماز عید کے بعد

:نماز عید ادا کرنے کے بعد خطبہ پڑھنا چاہیے

(عَنِ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔ رواہ الجماعۃ إلا ابا داوٗد۔ (نیل الأوطار : ص ۳۳۳ ج ۳

''آنحضرت ﷺ، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ سے پہلے نماز عید ادا فرمایا کرتے تھے۔''

:خطبہ

:امام مالک فرماتے ہیں

(لا ینصرف حتیٰ ینصرف الامام۔ (موطا امام مالک : ص ۱۶۹

''خطبہ سنے بغیر نہ جانا چاہیے۔''

مدونہ وغیرہ کتب میں ہے کہ آپ ﷺ خطبہ عید میں تقویٰ، خشیت الٰہی اور اطاعت الٰہی پر زور دیتے اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا وعظ فرماتے، جہاد وغیرہ کے لئے چندہ کی اپیل بھی کرتے۔

:راستہ بدل کر آنا چاہیے

بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداوٗد اور دوسری کتب حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نماز عیدین ادا کر کے راستہ بدل کر تشریف لاتے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص535

محدث فتویٰ